

رؤاں بھی حقیقت میں آنکھ بن جائے تو اس حسن کی محرمی نصیب نہیں ہو سکتی۔  
 بعض اصحاب نے اس شعر کے مقابلے میں فیضی کا مندرجہ ذیل شعر پیش کیا ہے:  
 در ہر بنِ موبکہ می ہنی گوشش  
 نوآرہ فیض اوست در جوشش  
 یعنی تو کسی بھی رونگٹے پر کان دھر لے، وہاں حسن حقیقی کے فیض کا نوآرہ جوشاں  
 ہوگا۔

ظاہر ہے کہ ہر بنِ مو کے سوا دونوں شعروں میں کوئی بھی چیز مشترک نہیں  
 فیضی ہر شے میں حسن حقیقی کا فیض ثابت کر رہا ہے۔ غالب اس لیے ٹپ رہا ہے کہ  
 رونگٹے کو چشم بننا لینے کے باوجود حسن کا بے حجاب نظارہ نصیب نہ ہوا۔  
 ۶۔ تشریح : ہم نے حسن کو دیکھتے ہی دل اس کی تذر کر دیا اور ہرگز انتظار  
 نہ کیا کہ وہ (حسن) ناز و ادا سے کام لے کر ہمارا دل موہ لینے کی کوشش کرے۔  
 گو یا شاعر کے نزدیک ناز و انداز دل چھین لینے کے حربے ہیں، جن سے حسن کام  
 لیتا ہے اور ان کے ذریعے سے دلبری کا تقاضا کیا جاتا ہے۔ ہم ایسا تقاضا  
 گوارا نہیں کر سکتے اور اس کے بغیر ہی حسن پر مر مٹے ہیں۔  
 غالب نے یہ مضمون ایک فارسی غزل میں بھی باندھا ہے :

مکن ناز و ادا چندیں، دے بستان و جانے ہم  
 دماغ نازک ما بر نمی تابد تقاضا را

یعنی اے محبوب! تجھے ناز و انداز دکھانے میں اہتمام کی کیا ضرورت ہے ؟  
 یہ لے، دل بھی حاضر ہے اور جان بھی۔ ہمارا دماغ اتنا نازک ہے کہ تقاضا  
 برداشت ہی نہیں کر سکتا۔

۷۔ تشریح : اے ہمدم! یہ نہ کہہ کہ میرا رونا دل کی حسرت کے عین  
 مطابق ہے۔ رونے کے مقابلے میں حسرت تو بہت بڑھی ہوئی ہے۔ تو کہتا ہے  
 کہ کیا رونا کر دیا بہادری کا ؟ میں دریا کا جمع و خرچ جانتا ہوں۔ مجھے علم ہے اس